چھٹی صدی ہجری کے زبردست عالمِ دین ''امام ابوعمران موسیٰ بن محمد بن عبداللہ واعظ اندلسی'' کی کتاب ''مناقب ام المومنین الصدیقہ عائشہ'' کا پہلا سلیس ترجمہ

بنام

اُمُّ المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے فضائل ومناقب

ترجمہ نگار

محمد سمیر رضا واسطی سبحانی

ناشر

مدرسہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (جری مری)

نورِ ایمان اسلامک ارگنائزیشن (کرلا ویسٹ ممبئی ۷۰)

بفیضِ روحانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی سیّدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

نامِ کتاب : **حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب**

مؤلف : **امام ابوعمران موسیٰ بن عبداللہ واعظ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ**

ترجمہ نگار : **محمد سمیر رضا واسطی سبحانی**

نظرِ اوّل : حضرتِ علامہ ومولانا **محمد رضا علیمی ازہری** صاحب قبلہ
(استاد ادب دارالعلوم محبوبِ سبحانی کُرلا ممبئی)

نظرِ ثانی : حضرتِ علامہ ومولانا سیّد **محمد اکرام الحق قادری مصباحی** صاحب قبلہ
(صدرالمدرسین دارالعلوم محبوبِ سبحانی کُرلا ممبئی)

کمپوزنگ : بدستِ خود

تزیین وسیٹنگ : حضرتِ مولانا **محمد رفیق صاحب قبلہ نظامی سبحانی**
(استاد دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی)

سن طباعت : ۲۰۲۳ء

صفحات :

ملنے کا پتہ : بھارتیہ کملا نگر، نزد کربلا مسجد، انٹاپ ہل، وڈالا، ممبئی ۴۰۰۰۳۷
دارالعلوم محبوبِ سبحانی (امام احمد رضا چوک، نیوہل روڈ، کرلا ویسٹ ممبئی ۷۰)

شرفِ انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو اپنے والدین اور اپنے ان اساتذۂ کرام کے نام منسوب کرتا ہوں، جن کی درسگاہ میں مجھے بفضلِ باری تعالیٰ زانوے ادب طے کرنے کا شرف ملا۔

جن کی محنت ومشقت اور پند ونصیحت نے مجھے کسی قابل بنایا۔

خصوصاً استاذِ گرامی حضرت حافظ و قاری الحاج احمد رضا صاحب للولوی جنھوں نے میری درسِ نظامی کی تعلیم کے لیے دارالعلوم محبوب سبحانی جیسی عظیم درسگاہ کا انتخاب فرمایا۔

حفظهم الله و دام ظلهم

گر قبول افتد زہے عز وشرف

احقر الزمن: محمد سمیر رضا واسطی سبحانی

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لَكَ اَللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِي الْفَضَائِلِ۔

امابعد: آبروے حرم نبوی طیبہ طاہرہ بنتِ صدیق ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلا شبہ تمام اُمَّہاتُ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن اجمعین مقام ومَرتبے اور دیگر خُصوصیات میں دوسری تمام عَورَتوں سے لائق و فائق ہیں، سب کی سب اعلیٰ دَرَجے کی وَلِیّات ہیں، نہایت عُمدہ صِفات سے آراستہ اور عِلم وعمل کی حقیقی آئینہ دار ہیں اور یہ شرف کسی تمغے سے کم نہیں کہ تمام اَوَّلِین وآخرین میں سب سے افضل واعلیٰ ذات یعنی تمام نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت اور قِیامت تک آنے والے مومنوں کی ماں ہونے کے مُقَدَّس شَرَف سے سَرفراز ہیں، مگر اِن مبارَک ہستیوں میں طیبہ طاہرہ بنتِ صدیق زوجۂ سید المرسلین وام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذاتِ مُقَدَّسہ کی حیثیت ایک روشن سورج کی طرح ہے۔

نگاہِ مُصطَفٰے کی بدولت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زمانے کی عالمہ، مُفتِیہ، مُحدِّثہ اور مُفَسِّرہ کہلائیں۔ ربِّ کریم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازْواجِ مُطَہَّرات سے زیادہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اِنعام واِکرام کی بارشیں فرمائیں۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ حقّ ترجمان سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل ومناقب کو بڑے ہی شاندار انداز میں بَیان فرمایا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ربِّ کریم کا تُحفہ ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عِصمَت وعِفَّت کی گواہی خود ربِّ کریم نے قرآنِ مجید میں سُورۂ نُور میں دی، حالاں کہ جنابِ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی عِصمَت کی گواہی بچے سے دلوائی گئی۔ اُمَّت کو تَیَمُّم کی آسانی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدقہ میں ملی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وِصال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر ہوا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حُجرہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بِستَر میں وَحیِ اِلٰہی کا نزول ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود صِدِّیقہ ہیں اور صِدِّیق کی بیٹی ہیں۔ غرض کہ قرآن وحدیث اور تاریخ کے اوراق آپ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں۔

اب اِن مسلّمہ حقائق کا انکار اور ایسی عظیم الشان ذات پر لعن طعن وہی بدبخت کر سکتا ہے جو تعلیماتِ اسلامی سے بالکل نابلد ہے یا پھر دین کا معاند ہے۔ رافضیوں کی خود ساختہ روایتیں پڑھ کر یا سوشل میڈیا پر موجود بدنسل رافضیوں کی کلپ سن کر کچھ ناعاقبت اندیش، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ رفیع کو گھٹانے کی سعیِ بیجا کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں ہے؛ بلکہ ان کے ایمان کا جنازہ تک نکل چُکا ہے۔

افسوس صد افسوس! اس پر جو دین کے دفتر سے الف تک نہیں جانتا، خود کو سنی اور خانقاہی کہنے والا بدنصیب بھی رافضیوں کی راہ پر چلتے ہوئے سیدہ کی جناب میں اُن غلیظ اور نازیبا کلمات کا استعمال کر رہا ہے جسے ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان زبان سے کیا کہے گا، وہ تو بہت دور تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کچھ اسی طرح کی ویڈیوز جب سوشل میڈیا پر دکھیں جن میں

اہلِ بیت خصوصاً حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت کے جھوٹے دعویدار طیّبہ طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرتے ہوئے نظر آئے۔ تو دل میں کسک ہوئی کہ ایسی آوارہ فکر رکھنے والے افراد کی فکری تربیت کے لیے عام فہم اُردو زبان میں ایک ایسا رسالہ پیش کیا جائے جس میں قرآن وحدیث اور اقوالِ سلفِ صالحین سے ام المومنین زوجۂ سید المرسلین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ کا مقام ومرتبہ واضح طور پر نظر آئے۔ وہ رسالہ صالح فکر کا آئینہ دار بھی ہو اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ ذی وقار میں نذرانۂ عقیدت بھی۔

حسنِ اتفاق کہیے کہ ایک دن اختتامِ درس پر استاذِ محترم فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رضا ازہری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت سے فرمایا کہ آپ لوگوں کا درسِ نظامی کا آخری سال ہے آپ لوگ کسی کتاب کا ترجمہ کر ڈالیں؛ تاکہ آپ لوگوں کے لیے یادگار بھی رہے اور بعد کے آنے والے طلبہ کے لیے آپ حضرات ایک نمونہ بھی ثابت ہوں۔

استادِ گرامی کی تحریک پر مختلف عربی کتب ورسائل کا مطالعہ کیا۔ ایسا رسالہ کہ جس کے مضامین نافع ہوں اور جس کے ذریعے اس کم مایہ کا ترجمہ نگاری کی دشوار وادی میں بسہولت داخلہ بھی ہو جائے۔ بسیار تلاش وجستجو کے بعد یہ رسالہ "مناقبِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا" کی شکل میں ٹیلیگرام پر دستیاب ہوا۔

بالاستیعاب اس کا مطالعہ کرنے کے بعد نیت کر لی کہ اب اسی کا ترجمہ کرنا ہے۔ چند روز بعد اس کا تذکرہ استادِ محترم قبلہ صدر المدرسین حضرت علامہ ومولانا سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ سے کیا۔ حضرت نے ترجمہ نگاری کی راہ میں آنے والی

مشکلات اور ان کے ازالے پر مفید مشوروں سے نوازا اور اس پیش رفت پر فرمایا کہ جدید فارغین کو یہی کرنا چاہیے۔ ہمارے اسلافِ کرام نے علم کے سمندر میں غوطہ زنی کر کے علم کے جواہرات اپنی اپنی زبانوں میں رکھ دیے ہیں۔ اب ہماری ذمے داری ہے کہ ہم اُن تمام ہیرے جواہرات کو اس زمانے کے لوگوں تک نئے رنگ و آہنگ سے آراستہ کر کے پہنچائیں۔

یہ بھی ایک عظیم دینی خدمت ہے۔ قبلہ صدر المدرسین کے علاوہ اس کا ذکر ہمارے استادِ حدیث شیخ الحدیث حضرت علامہ و مولانا محمد امجد علی قادری مصباحی صاحب قبلہ اور نائب مفتی حضرتِ علامہ و مولانا مفتی محمد وسیم قادری مصباحی صاحب قبلہ اور سابق استاد دار العلوم محبوبِ سبحانی حضرت علامہ و مولانا مفتی فاروق خان قادری مصباحی صاحب قبلہ سے بھی کیا تھا **حفظهم الله و رعاهم و دام ظلهم** الحمدللہ میں ان تمام اساتذہ کرام کا بہت ہی مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے میری بہت حوصلہ افزائی فرمائی، ڈھیر ساری نصیحتوں اور دعاؤں سے بھی نوازا۔

بالآخر جس قدر بھی وقت ملتا رہا میں نے اس کام میں صرف کیا۔ ایک سال کی محنت رنگ لائی اور اس رسالے کا کام بفضلہٖ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچا۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس رسالے کے مشمولات کا مطالعہ کریں اور اپنا ایمان تازہ کریں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بلند و بالا ہے۔

اور اگر کہیں کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو ضرور مطلع کریں۔

اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ میری اس ادنی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے میرے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی
اُس حریمِ براءت پہ لاکھوں سلام

احقر العباد: سمیر رضا واسطی سبحانی

تقریظِ جلیل

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا سید محمد اکرام الحق صاحب قادری مصباحی دامت برکاتہ العالی

حَامِداً وَّ مُبَسْمِلاً ، مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا

زیرِ نظر کتاب ''**اُمُّ المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب**'' محبوبۂ محبوبِ ربِّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی عظمتِ شان ورفعتِ مکان پر ایک مختصر؛ مگر جامع رسالہ ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں؛ بلکہ چھٹی صدی ہجری کے عظیم صوفی بزرگ حضرت امام ابوعمران موسی بن محمد بن عبد اللہ واعظ اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''**مناقب ام المومنین الصدیقۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا**'' کا پہلا اردو ترجمہ ہے، جسے نوجوان عالم دین عزیزم مولانا **محمد سمیر رضا واسطی سبحانی** نے بڑی عرق ریزی اور باریک بینی کے ساتھ، انتہائی شیریں عالمی زبان ''اردو'' کا بڑا دیدہ زیب وخوب صورت جامہ پہنایا ہے۔

دراصل حضرتِ واعظ اندلسی علیہ الرحمۃ نے ام المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ اقدس وسیرتِ اطہر میں ۵۴؍اشعار پر مشتمل ایک وقیع قصیدہ لکھا ہے، جس میں آپ نے حضرتِ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل ومناقب کے اِظہار و اِعلان کے ساتھ، گستاخ تبرائی رافضی ٹولے کی خوب ہجو بھی فرمائی ہے۔

حضرتِ موصوف نے اسی قصیدۂ میمونہ کے آغاز میں، بطورِ مقدمہ، حضرتِ سیدہ

صدیقہ سلام اللہ علیہا کی سیرتِ پاک کے چند گوشے بھی ذکر فرمائے ہیں۔ وہی مقدمہ رسالے کی شکل اختیار کر گیا۔ قلتِ وقت کے سبب اس عظیم الشان قصیدے کا ترجمہ تو نہ ہوسکا؛ البتہ اس پر مقدمے کے طور پر لکھے گئے رسالے کا اردو ترجمہ اپنے قاری کی میز پر حاضر ہو کر، اُسے دعوتِ مطالعہ دے رہا ہے۔

راقمِ سطور نے پوری مستعدی کے ساتھ مکمل ترجمے کا دو مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔ ترجمہ عمدہ تھا؛ مگر اسے مزید سودمند اور شستہ بنانے کے لیے اِس حقیر نے بعض مقامات پر مناسب تبدیلیاں کی ہیں، جب کہ کچھ جگہوں پر جزئی حذف واضافے سے بھی کام لیا ہے۔ اب بجا طور پر اسے ایک عمدہ وسلیس ترجمہ کہا جا سکتا ہے؛ بلکہ میرا یقین ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد، قارئینِ کرام پر اصل کتاب کا گمان گزرے گا۔ مترجمِ ممدوح کی یہ پہلی کاوش اور میدانِ ترجمہ نگاری میں ان کا پہلا قدم ہے، اس لیے تنقید وطعنہ زنی کے نشتر سے زخمی کرنے کے بجائے ''الدین النصح لکل مسلم'' پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے؛ تا کہ مستقبل میں مضبوط وتوانا حوصلوں کے ساتھ یہ مزید خدمتِ دین کر سکیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل عزیز سعید کی اس کاوش کو قبولیت کی سند سے سرفراز فرمائے اور انھیں وہ صلہ عطا فرمائے جو اُس کی شانِ کریمی کے لائق ہو، نیز اس کے مولف، مترجم، قاری، ناشر اور معاون سب کی مغفرت فرمائے! آمین یارب العالمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

خاکسار: سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی عفی عنہ

صدر المدرسین دار العلوم محبوبِ سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی

۱۰؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰؍جنوری ۲۰۲۳ء

بروزِ بدھ، بعد نمازِ عشا

خراجِ عقیدت

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں

زُہد کا آسماں سیّدہ عائشہ	معرفت کا جہاں سیدہ عائشہ
کہفِ امن و اماں سیدہ عائشہ	مومنوں کی ہیں ماں سیدہ عائشہ
جن سے فقہ وروایت کے دریا بہے	قلزمِ بے کراں سیدہ عائشہ
جن سے آفاقِ حکمت میں پھیلی ضیا	علم کی کہکشاں سیدہ عائشہ
تذکرہ جن کی پاکی کا قرآں میں ہے	رشکِ نہرِ جناں سیدہ عائشہ
کیا ہی تابندہ ہے شاہ راہِ عمل	ہر قدم ضوفشاں سیدہ عائشہ
اور کھانوں پہ جیسے ہے فضلِ ثرید	فضل، میں یوں عیاں سیدہ عائشہ
جس کے ذرات پر عرش کو ناز ہے	وہ ہے تیرا مکاں سیدہ عائشہ
اُن کی تعریف کیا ہو کما حقّہ	ہم کہاں اور کہاں سیدہ عائشہ
سوئے سیفی بھی ہو اک نگاہِ کرم	مادرِ مہرباں سیدہ عائشہ

حضرت علامہ ومولانا مفتی سید شاکر حسین صاحب سیفی

صدر شعبۂ افتا دار العلوم محبوبِ سبحانی کرلا ممبئی انڈیا

آپ کا نام، کنیت اور لقب

ام المومنین کا اسمِ گرامی حضرت ''عائشہ'' بنت ابو بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ رضی اللہ عنہا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی محبتاً آپ کو ''یَا عَائِشُ'' اے عائش بھی کہا کرتے تھے۔ اور یہ لغت میں بابِ ترخیم (۱) سے ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اُمِّ عَبْدِاللّٰہِ کی کنیت (۲) سے بھی نوازا تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی بہن حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے یعنی آپ کے بھانجے تھے۔

(۳) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج کی طرح آپ رضی اللہ عنہا کا لقب (۴) بھی اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ہے اور یہ وہ لقب ہے جس کا مطلب بہت سے مسلمان نہیں جانتے اسلام کے نام لیواؤں کی تو بات ہی چھوڑ دیئے! اور اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں ازواجِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس فرمان سے متصف فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ

(سورۂ احزاب، آیت :۶)

ترجمہ : یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اُن کی بیویاں اُن (مومنوں) کی مائیں ہیں۔ (کنزالایمان)

(۱) ترخیم: لغت میں ترخیم منادیٰ کے آخری حرف کے حذف کو کہتے ہیں جیسے یَا سُعَادُ سے یَا سُعَا۔ (شرحِ ابنِ عقیل علی الالفیۃ، ج: ۲، ص: ۲۲۴)

(۲) کنیت : اس نام کو کہتے ہیں جس کے شروع میں لفظِ ''اب، ابن، ام'' وغیرہ ہو جیسے ''ابوالقاسم'' ہمارے نبی کی کنیت ہے۔ (تعریفات)

(۳) مسند امام احمد : ج : ۶، ص : ۱۰۷۔

(۴) لقب : وہ خاص نام جو کسی خاص خوبی کی وجہ سے مشہور ہو جائے اُسے لقب کہتے ہیں۔ جیسے: حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا لقب کلیم اللہ ہے۔ (تعریفات)

اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ دینی قرابت داری نسبی قرابت داری سے بہت زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ تو جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ازواج دینی لحاظ سے ہماری مائیں ہیں تو پھر یقیناً وہ ہماری نسبی ماؤں سے مقام و مرتبے میں بہت زیادہ بلند و بالا ہیں۔ یہاں تک کہ یہ بات ذہن و دماغ میں اچھی طرح راسخ ہوجائے اور وہ شخص صراحت کے ساتھ سمجھ لے جو اشاروں میں نہ سمجھا ہو کہ ہم پر اُمہات المؤمنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات حرام کردی گئی ہیں۔ (فرمانِ باری تعالیٰ ہے :)

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ تَنْكِحُوْٓا أَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ أَبَدًا،
إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۔ (سورۂ احزاب، آیت :۵۲)

اور تمھیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی اُن کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (کنزالایمان)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی محبت ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور اُن میں سے کسی ایک سے بُغض و کینہ رکھنا ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے، اگرچہ اُس کے ایمان کے مفقود ہونے کی علامات میں سے نہیں۔ اسی لیے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا تو میرے والد عبید اللہ بن عمیر نے اُس سے سوال کیا:

کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت لوگوں کی کیا کیفیت تھی؟

اُس نے جواب دیا:

لوگوں کے درمیان جو معاملہ تھا وہ تھا۔ اب اُن کی وفات پر وہی غمزدہ ہے جو اُن کو

اپنی ماں سمجھتا تھا۔(۱)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو ''حُمَیْرَاءْ'' کالقب بھی دیا تھا(۲)۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اہلِ حجاز کی زبان میں حمیراء :هِيَ الْبَيْضَاءُ بِشُقْرَةٍ (سرخ مائل بسفید) کو کہتے ہیں اور یہ قلیل الاستعمال ہے۔(۳)

آپ کی ولادت اور نشو و نما

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہجرت سے تقریباً سات سال پہلے مکّہ میں ہوئی۔ اور آپ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آٹھ سال چھوٹی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ۹ رسال اپنے والدین کے گھر اور ۹ رسال حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گھر پروان چڑھیں۔

آپ کا نکاح

اُم المؤمنین حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے دو سال تک شادی نہیں کی۔ پھر آپ کے پاس حضرتِ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نکاح نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: کس سے؟ حضرتِ خولہ نے کہا: اگر آپ چاہیں تو باکرہ (کنواری) سے کرلیں اور اگر چاہیں تو ثیّبہ سے کرلیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: باکرہ کون ہے اور ثیبہ کون ہے؟ حضرتِ خولہ نے کہا: رہی باکرہ تو وہ آپ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی عائشہ ہیں اور رہی ثیبہ تو وہ حضرتِ

(۱) طبقاتِ ابن سعد، ج:۷، ص:۷۸۔
(۲) سیر الاعلام النبلاء :الذہبی، ج:۲، ص:۱۶۸۔
(۳) سیر الاعلام النبلاء :الذہبی، ج:۲، ص:۱۶۸۔

سودہ بنت زمعہ ہیں جو کہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی فرماں برادری کرتی ہیں۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن دونوں کے پاس جا کر میرا پیغام دے دو۔(۱)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے مکّہ میں نکاح فرمایا، اُس وقت آپ کی عمرِ شریف چھ سال تھی اور مدینے میں آپ کی رخصتی ہوئی اُس وقت آپ کی عمرِ مبارک نو سال تھی۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس وقت نکاح فرمایا اُس وقت میری عمر چھ سال تھی، پھر ہم مدینہ ہجرت کر کے آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اِس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر منڈھوں تک خوب بال بڑھ گئے۔ ایک دن میری والدہ اُم رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اُس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انھوں نے مجھے زور سے پُکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہیں، بہر کیف اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا، اس وقت میں ہانپ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب مجھے کچھ سکون ملا تو انھوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر دھویا، پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں وہاں قبیلۂ انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، اُنھوں نے مجھے خیر و برکت اور اچھے نصیب کی دعائیں دیں۔ میری ماں نے مجھے انھی کے حوالے کر دیا۔ انھوں کے میری آرائش کی۔ پھر دن چڑھتے وقت اچانک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ پھر اُنھوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا، اور

۱) سیر الاعلام النبلاء الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۶۸۔

میری عمر اُس وقت نو سال تھی(۲)۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا:

تم مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ریشم کے لباس میں ملبوس ہو اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ کپڑا ہٹائیں۔ جب میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ تم ہی تھیں۔ میں نے کہا:

یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جسے وہ ضرور پورا فرمائے گا(۳)۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا اُس وقت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میری تصویر لے کر حاضر ہوئے، میں کم سن لڑکی تھی اور میں بغیر آستین والی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ پھر جب آپ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حیا داخل کر دی اور میں اس وقت نو عمر تھیں۔(۴)

حضرتِ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جنھوں نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنے کے لیے تیار کیا تھا۔ یہ کہتی ہیں کہ میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھی۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہا کو تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا، میرے ساتھ چند عورتیں بھی تھیں۔ وہ کہتی ہیں اللہ کی قسم! ہم

۲) صحیح البخاری، ج: ۱، کتاب بنیان الکعبہ، باب تزویج النبی عائشہ، ص: ۵۵۱۔

۳) صحیح البخاری، ج: ۱، کتاب بنیان الکعبہ، باب تزویج النبی عائشہ، ص: ۵۵۱۔

۴) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج: ۴، ص: ۱۰۔

نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں دودھ سے بھرے پیالے کے علاوہ کوئی ضیافت کی چیز نہ پائی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے کچھ نوش فرما کر حضرتِ عائشہ کو دے دیا تو وہ شرمانے لگیں،ہم نے اُن سے کہا: کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو واپس نہ کرو: اُن سے وہ دودھ کا پیالہ لے لو!۔آپ رضی اللہ عنہا نے اسے شرماتے ہوئے لے لیا۔آپ نے اُس میں سے کچھ نوش فرمایا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے کہا کہ اپنی سہیلیوں کو بھی دے دو ۔ تو ہم (سہیلیوں) نے کہا کہ ہمیں دودھ پینے کی خواہش نہیں ہے ۔تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو ایک ساتھ ہرگز جمع نہ کرو! تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی کسی چیز کی خواہش رکھنے کے باوجود یہ کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں تو کیا اسے بھی جھوٹ میں شمار کیا جائے گا؟ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ہاں جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ تو جھوٹ ہی ہوتا ہے(۱)۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا ''عائشہ'' حضرتِ عمرو نے پھر سوال کیا: کہ مَردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا: اُن کے والد یعنی حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔(۲)

۱) رواہ ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ ،باب عرض الطعام،ص:۲۳۷

۲) رواہ البخاری ،ج :۱،کتاب المناقب،ص :۵۱۷۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کی بابت یہ فرمایا کہ یہ روایت روافض کی ناک خاک آلود کرنے کے لیے کافی ہے؛ کیوں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خالص محبت کیا کرتے تھے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:

اگر میں اس اُمّت میں سے کسی کو اپنا خاص دوست بناتا تو ضرور میں حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا؛لیکن اسلامی اُخوت (بھائی چارہ) باقی ہے۔

چناں چہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے سب سے افضل مرد حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت فرمائی اور اپنی اُمّت کی سب سے افضل عورت حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت فرمائی ۔جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِن دونوں پیاروں سے بُغض رکھا، اُس کا اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں مبغوض ہونا طے ہے ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا حضرتِ عائشہ سے محبت کرنا یہ ایک مشہور ومعروف معاملہ تھا ۔کیا آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں دیکھتے؟ کہ وہ اپنے تحفے تحائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے حضرتِ عائشہ کے ساتھ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص کردہ دن کی تلاش میں رہتے اور اِس عمل سے وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی رضا (خوشی) چاہتے تھے۔(۳)

جیسا کہ امام بُخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے(۴) کہ لوگ اپنے تحفے تحائف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے یومِ عائشہ (جس دن حضرتِ

۳) سیر اعلام النبلاء الذھبی ،ج :۲،ص :۱۴۲۔

۴) صحیح البخاری ،ج :۱،کتاب المناقب ،باب فضل عائشہ،ص :۵۳۲۔

عائشہ کی باری ہوتی) کا انتظار کرتے تھے۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن میری سب سوکنیں (تمام اُمہات المومنین) حضرتِ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور اُن سے کہا:

اے اُم سلمہ! اللہ کی قسم لوگ اپنے تحفے تحائف اُس دِن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں جس دن حضرتِ عائشہ کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی عائشہ کی طرح اپنا فائدہ چاہتی ہیں۔ تم رسول اللہ کے پاس جا کر کہو کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرما دیں کہ میں جس کسی بیوی کی پاس رہوں یا جس کسی بیوی کے گھر رہوں وہیں تحفے بھیج دیا کرو۔

حضرتِ اُم سلمہ نے یہ بات حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دی۔ آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ اُنھوں نے دوبارہ عرض کیں : آپ نے پھر جواب نہ دیا۔ جب تیسری بار عرض کی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُم سلمہ! مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت مجھ پہ وحیِ الٰہی نازل نہیں ہوتی۔ ہاں! عائشہ کا مقام یہ ہے اُن کے لحاف میں وحی کا نزول ہوتا ہے۔

جب وحی آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی تمام ازواجِ مطہرات میں سے صرف حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوتی تھی تو یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرتِ عائشہ کو یہ مقام ومرتبہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف یا اپنے اختیار سے نہیں دیا؛ اس لیے کہ وحی کا نزول اور عدمِ نزول کا معاملہ امرِ الٰہی ہے۔

اس لیے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا حضرتِ اُم سلمہ کو یہ جواب دینا کہ ”عائشہ کہ معاملے میں

مجھے نہ ستاؤ“ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام تمام اُمہات المومنین میں بہت بلند ہے اور یہ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت فرمانے کے پیچھے امرِ الٰہی کارفرماں ہے اور یہی امر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا سیّدہ عائشہ سے محبت فرمانے کے اسباب سے بھی ہے۔ (۱)

تو جس نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بغض وکینہ رکھا اُس نے اُس ذات سے بغض رکھا جسے اللہ اور اُس کے رسول محبوب رکھتے ہیں۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنے نظریے میں غور وفکر سے کام لے اور اُس کی اصلاح کرے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنے کے بعد بھی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچپنا نہ گیا، آپ کھیل کود کی طرف زیادہ توجہ دیا کرتی تھیں۔ آپ خود بیان کرتی ہیں کہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری چند سہیلیاں میرے یہاں آتی تھیں، وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو باہر سے تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر چھپ جاتی تھیں، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اُن کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے (۲)۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس گھر تشریف لائے۔ اُس وقت حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دریچے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اچانک تیز ہوا چلی تو اُس پردے کا ایک کونا کُھل گیا، جس سے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھیلنے کی گڑیاں نظر آ گئیں جو اُس دریچے میں رکھی ہوئی تھیں۔

۱) سیر اعلام النبلاء: الذھبی، ج: ۲، ص: ۱۴۳۔
۲) مسلم شریف، ج: ۲، کتاب الفضائل، باب فضلِ عائشہ، ص: ۲۸۵۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سوال کیا:

کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے جواباً کہا کہ یہ میری گڑیاں ہیں ۔اُن گڑیوں میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھوڑا بھی دیکھا،جس کے اوپر کپڑے کے دو پر لگے تھے۔ آپ نے سوال کیا کہ میں ان گڑیوں کے درمیان میں جو دیکھ رہا ہوں وہ کیا ہے ؟ آپ نے کہا وہ گھوڑا ہے۔ پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُس کے اوپر کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ اُس کے پر ہیں ۔اس پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہے؟ اُم المومنین نے عرض کی: کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرتِ سُلیمان علیہ السّلام کا ایک گھوڑا تھا اوراس کے دو پر بھی تھے؟۔

اُم المومنین فرماتی ہیں کہ میری یہ بات سن کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے سامنے کے دندانِ مبارک کو ملاحَظہ کرلیا۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حبشہ کے چندلوگ مسجد میں نیزوں سے کھیل رہے تھے(نیزہ بازی کی مشق کررہے تھے) تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر میں چھپا لیا اور میری وجہ سے کھڑے رہے؛ تا کہ میں اُن کا کھیل دیکھ سکوں یہاں تک کہ میں اندر چلی گئی ۔تو اب تم خود ہی کم سن اور کھیل کود سے محبت کرنے والی لڑکی کے مقام ومرتبے کا اندازہ کرلو۔(۲)

---

۱) مسلم شریف، ج :۲، کتاب الفضائل، باب فضلِ عائشہ،ص :۲۸۵۔

۲) بخاری شریف، ج :۱، کتاب الصلوۃ، باب اصحاب الحرب فی المسجد،ص :۶۵۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حُسنِ معاشرت اِس پایہ کی تھی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ کی خوشی اور ناراضگی کے احوال کو جان لیا کرتے تھے ۔ایک دن حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا :

میں تمھاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔

ام المومنین نے عرض کی :

یارسول اللہ! آپ کس طرح پہچانتے ہیں؟

فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو ’’لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ‘‘، محمد کے رب کی قسم! اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ’’لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ‘‘ ،ابراہیم کے رب کی قسم! وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

جی ! آپ نے بالکل صحیح پہچانا۔ میں صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں (آپ کی محبت نہیں چھوڑتی)۔(۳)

ایک مرتبہ آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناز برداری فرمارہے تھے اس وقت حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے دروازہ پر موجود تھے،آپ نے سنا کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے بلند آواز میں گفتگو کررہی ہیں ۔ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے ام رومان کی بیٹی! تو رسول اللہ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرتی ہے!

---

۳) بخاری شریف، ج :۱/ کتاب النکاح، باب غیرۃ النساء،ص :۷۸۷۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ دونوں کے درمیان حائل ہو گئے، پھر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے انداز میں فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں! کہ میں کس طرح تمھارے اور تمھارے والد کے درمیان آ کر تمھیں ان کے غضب سے بچالیا۔

ایک مرتبہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے۔دیکھا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم اور حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنس رہے ہیں تو یہ دیکھ کر امیر المومنین نے عرض کی :

کہ یا رسول اللہ! آپ دونوں مجھے بھی صلح میں شریک کر لیں جیسا کہ آپ دونوں نے مجھے ناراضگی کی حالت میں شریک کیا تھا۔(۱)

آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ بھی کیا تھا۔
حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی، پھر جب چند دنوں کے بعد میرا جسم بھاری ہو گیا تو آپ نے مجھ سے پھر مقابلہ کیا اس بار مجھ سے آگے نکل گئے اور ارشاد فرمایا :اے عائشہ! یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔(۲)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حُسنِ معاشرت میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم ان سے مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔چناں چہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

---

۱) سیر اعلام النبلاء ''الذھبی''، ج :۲، ص :۱۷۱۔

۲) رواہ الامام احمد فی مسندہ، ج :۶، ص :۳۹۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں حضور علیہا الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حریرہ بنا کر لائی۔(۳) میں نے وہ آپ ہی کے لیے بنایا تھا۔وہاں حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں میں نے ان سے کہا کہ آپ بھی کھائیے۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام میرے اور اُن کے درمیان جلوہ گر تھے۔حضرتِ سودہ نے انکار کیا تو میں نے ان سے کہا : کھائیے! ورنہ میں آپ کے چہرے پر لگا دوں گی۔انھوں نے پھر انکار کیا تو میں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور اسے آپ کے پورے چہرے پر مَل دیا۔یہ دیکھ کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُن کے اوپر رکھا اور فرمایا:

تم بھی ان کے چہرے پر لگا دو! چناں چہ حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔
(یہ دیکھ کر) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔اتنے میں امیر المومنین حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، آپ پکارنے لگے:اے عبداللہ! اے عبداللہ!۔حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو لگا کہ وہ اندر ہی تشریف لا رہے ہیں۔اس لیے آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا: اندر جا کر منہ دھو آؤ۔حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت عمر کی قدر دانی کی وجہ سے میں اب بھی ان سے خوف کھاتی ہوں۔(۴)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین کے ساتھ محبت اور آپ کے ساتھ حُسنِ معاشرت کے حوالے سے یہ بات بھی روایتوں میں موجود ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم ام المومنین کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی شرم و عار محسوس نہیں کرتے تھے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ سے نوش فرمایا کرتے تھے جہاں ام المومنین کے ہونٹ لگے ہوتے،

---

۳) حریرہ : آٹے اور دودھ اور گھی سے بنا ہوا کھانا رحلوہ۔

۴) مسند ابی یعلیٰ، ج :۷، ص :۴۴۹۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچے ہوئے کھانے کو بھی تناول فرمالیا کرتے تھے۔

چناں چہ ام المومنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں پانی پیا کرتی دراں حالے کہ میرے مخصوص ایام چل رہے ہوتے، پھر میں اُس پیالے کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا دیتی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اُسی جگہ سے نوش فرماتے جہاں میرے ہونٹ لگے ہوتے۔اور میں اپنے ایامِ مخصوصہ میں دانتوں سے گوشت نوچتی تھی، پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا(۱)۔

حضرتِ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو یہ کہہ کر حضرتِ ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ تم اُن سے پوچھو! کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوس وکنار کیا کرتے تھے؟ اگر وہ کہیں نہیں تو اُن سے کہنا کہ حضرتِ عائشہ تو لوگوں سے یہ کہہ رہی ہیں کہ آقائے کریم روزے کی حالت میں بوس وکنار کیا کرتے تھے۔

اُس شخص نے ایسا ہی کیا اور حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اسے نہیں کا جواب ملا، پھر اس شخص نے حضرتِ عائشہ والی بات رکھی تو حضرتِ ام سلمہ نے فرمایا: کہ شاید حضور صلّی اللہ علیہ وسلم حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنی محبت پر قابو نہ پاتے ہوں۔رہی بات میری، تو میرے ساتھ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔(۲)

آپ کی غیرت

اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی عورت اس عمر کی ہو (جوان ہو) اور اس کا یہ مقام و

۱) مسلم شریف ج :۱، کتاب الحیض، ص :۱۴۸۔

۲) شرح معانی الآثار، ج :۲، باب القبلۃ للصائم، ص :۹۳۔

مرتبہ بھی ہو تو وہ ضرور رشک کرے گی اور کیسے کوئی عورت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر رشک نہ کرے، اگر رشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہو تو پھر کس پر ہو؟ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود تسلیم کرتی ہیں کہ وہ حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی ہیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج سے اپنی غیرت کا انکار کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے اتنا رشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں کیا جتنا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا، حالاں کہ میں نے اُن کا زمانہ نہیں پایا۔(۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر کتنا رشک کیا کرتی تھیں۔آپ کہتی ہیں کہ میں اتنا رشک کسی پر نہیں کرتی تھی جتنا حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ پر کرتی تھی؛ اس لیے کہ آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اُن کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔(۴)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا اُس بوڑھی خاتون پر رشک کرتی تھیں جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ سے نکاح کرنے کے چند برس پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں۔پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن تمام عورتوں پر رشک کرنے سے محفوظ رکھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں رشک کرنے میں آپ کے ساتھ شریک تھیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا فضل ہے؛ تا کہ آپ دونوں کی زندگی خوش گوار رہے۔اور شاید اِسی لیے نبی کریم صلی االلہ علیہ وسلم کا آپ سے محبت کرنا اور آپ کی طرف

۳) مسلم شریف، ج :۲ کتاب افضائل، باب فضلِ خدیجۃ، ص :۲۸۴۔

۴) مسلم شریف، ج :۲، کتاب افضائل، باب فضلِ خدیجۃ، ص :۲۸۴۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مائل ہونا حضرتِ عائشہ کے رشک کرنے پر غالب رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے۔(۱)

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ روایت میں دگر ازواج سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی غیرت کی جونفی کی گئی ہے شاید اس مراد یہ ہے کہ آپ کو ان پر سخت غیرت نہ آتی تھی یا مراد یہ ہے کہ آپ کو ان پر ایسی غیرت نہ آتی تھی جیسی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتی تھی۔ بالکل غیرت کی نفی کرنا مرادنہیں ہے؛ اس لیے کہ حضرتِ عائشہ نے خود اپنی غیرت کی چند جھلکیاں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے جسے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد بیان فرمایا ہے: وہ کہتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور لوگوں نے ہم سے ام سلمہ کے حسن و جمال کا ذکر کیا۔ تو مجھے رنج لاحق ہوا۔
ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے اس کی تحقیق کی، یہاں تک کہ میں نے آپ کو دیکھا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ اُس سے زیادہ خوب صورت تھیں جیسا کہ لوگ مجھ سے بیان کررہے تھے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے یہ بات ام المومنین حضرت حفصہ سے بیان کی اور یہ دونوں ہم مزاج تھیں۔ حضرتِ حفصہ کہتی ہیں (اللہ کی قسم یہ رشک ہی کرنا ہے) وہ ویسی نہیں ہوں گی جیسا کہ لوگ بیان کررہے ہیں۔ پھر حضرتِ حفصہ نے بھی اس کی تحقیق کی یہاں تک کہ اُنھوں نے بھی اُنھیں دیکھ لیا۔

۱) سیرُ اعلام النبلاء ’’الذہبی‘‘ ج :۲،ص :۱۶۵۔

حضرتِ حفصہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اُنھیں دیکھا تو اللہ کی قسم وہ ویسی نہیں تھیں جیسا کہ لوگ بیان کررہے تھے نا ہی اس کے قریب تھی؛ بلکہ وہ تو حُسن و جمال کی ملکہ لگ رہی تھیں۔ حضرتِ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے انھیں بعد میں دیکھا تو وہ بخدا ویسے ہی تھیں جیسا کہ حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا؛ لیکن میں بہت رشک کرتی تھی۔(۲)
حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں دو گروہ تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جس میں حضرتِ عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں اور دوسرا گروہ وہ تھا جس میں حضرتِ ام سلمہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج تھیں رضی اللہ عنھنّ۔(۳)
حضرتِ عائشہ اور حضرتِ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھیں۔ حضرتِ عائشہ فرماتی ہیں کہ میرا زادِراہ بہت معمولی سا تھا اور وہ تیز رفتار اونٹ پر تھا اور حضرتِ صفیہ رضی اللہ عنہا کا زادِراہ بہت زیادہ تھا اور وہ بہت بھاری بھرکم سست رفتار اونٹ اور تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرتِ عائشہ کا زادِراہ حضرتِ صفیہ کے اونٹ پر اور حضرتِ صفیہ کا زادِراہ حضرتِ عائشہ کے اونٹ پر رکھ دیا جائے رضی اللہ عنہا۔ تو ایسا ہی کیا گیا۔ پھر سواری چل پڑی۔
حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ چیز دیکھی تو کہا: اے اللہ کے بندو! اس یہودیہ نے ہمیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے حضور مغلوب کر دیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ’’ام عبد اللہ‘‘ تمھارا زادِراہ بہت

۲) طبقات ابن سعد، ج :۸،ص :۹۴۔
۳) صحیح البخاری، ج۱ :، کتاب الھبہ ،ص ۳۵۱ :۔

معمولی سا تھا اور صفیہ کا زادہ راہ بہت زیادہ تھا اور اُن کی سواری بہت سست رفتار تھی، تو میں نے اُن کے سامان کو تمھارے اونٹ پر اور تمھارے سامان کو اُن کے اونٹ پر رکھوا دیا۔ (اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟)

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا:

کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہلکی سی تبسّم ریزی فرمائی اور فرمایا کہ اے ام عبد اللہ! کیا تمھیں کچھ شک ہے؟ حضرتِ عائشہ نے پھر فرمایا کہ کیا آپ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ (جب کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں) تو پھر آپ نے عدل سے کام کیوں نہ لیا؟

حضرتِ عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ میری یہ بات میرے والد حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنی تو میرے پاس آئے اور میرے رخسار پر زوردار طمانچہ رسید کیا، حالاں کہ آپ بہت نرم دل تھے؛ مگر غصے والے بھی تھے۔ یہ دیکھ کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو بکر ٹھہر جاؤ! حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے خود سنا ہے جو اس نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ الْغَيْرَىٰ لَا تُبْصِرُ أَسْفَلَ الْوَادِيْ مِنْ أَعْلَاهُ

ترجمہ: بیشک غیرت مند عورت کو وادی کا نچلا حصہ اس کے اوپر سے نظر نہیں آتا ہے(۱)

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ اپنی کسی زوجہ کے پاس

۱) مسند ابی یعلیٰ، ج: ۸، ص؛ ۳۰۔

تشریف لے گئے ہوں گے۔ یہی سوچتے ہوئے میں واپس آنے لگی۔ جیسے ہی میں گھر پہنچی تو دیکھا کہ آپ رکوع میں یا حالتِ سجدہ میں تھے اور کہہ رہے تھے "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ" میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں ایک کیفیت میں تھی اور آپ ایک اور ہی کیفیت میں تھے۔(۲)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ جب میری باری کی رات آئی جس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تھے۔ آپ مسجد سے لوٹے۔ آپ نے اپنی چادر اُتار کر رکھ دی۔ اپنے نعلین اُتارے اور نعلین کو اپنے پائے مبارک کے قریب رکھا اور تہبند کا ایک حصّہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے۔ آپ نے تھوڑی ہی دیر قیام فرمایا آپ کو یہ لگا کہ میں سو چکی ہوں۔ آپ نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور نعلین پہنے اور دروازہ کھول کر باہر تشریف لے آئے اور دروازے کو آہستہ سے بھیڑ دیا۔

یہ دیکھ کر میں نے اپنی اوڑھنی اوڑھی اور اپنے کپڑے سنبھال کر آپ کے پیچھے پیچھے نکل پڑی، یہاں تک کہ آپ بقیع پہنچ گئے۔ آپ نے قیام کیا تو بہت لمبا قیام کیا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ اٹھایا پھر آپ واپس اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ آپ بہت تیز چلنے لگے۔ میں بھی آپ ہی کی طرح چلنے لگی۔ آپ اور تیز ہوئے تو میں بھی اور تیز ہوگئی۔ آپ دوڑ کر چلنے لگے تو میں نے بھی دوڑنا شروع کیا، یہاں تک کہ آپ کے آنے سے پہلے ہی میں گھر میں داخل ہوگئی۔

جیسے ہی میں لیٹی آپ تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمایا: کیا ہوا اے عائشہ؟

۲) مسلم شریف، ج: ۱، کتاب الصلوۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ص: ۱۹۲۔

تمھاری سانس کیوں پھول رہی ہے؟ میں نے کہا: کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ گی یا پھر مجھے وہ بتائے گا جو لطیف وخبیر ہے۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا:

یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس کے بعد میں نے ساری بات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بیان کردی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:
کہ تم وہی پرچھائی تھی جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم حضور علیہ السلام! نے میرے سینے کو زور سے ڈھکیلا جس سے مجھے تکلیف ہوئی ۔پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم یہ خیال کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم پر زیادتی کریں گے؟(۱)

حضرتِ عائشہ کے رشک کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس دنیا سے چلی جاتیں تب بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر رشک کرتیں۔ آپ خود بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جنت البقیع سے نمازِ جنازہ پڑھا کر واپس میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے دردِ سر کی وجہ سے کہہ رہی ہوں کہ: ہائے میرا سر! تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نہ کہو؛ بلکہ میں کہتا ہوں : ہائے میرا سر۔ پھر آپ نے فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئیں تو تمھارا کیا نقصان ہوگا؟ اس لیے کہ تمھارے واسطے تو میں ہوں۔ تمھاری تکفین و تدفین میں کروں گا اور نمازِ جنازہ بھی میں پڑھاؤں گا۔

حضرتِ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کہہ دیا:

۱) صحیح مسلم، ج :۲، کتاب الجنائز، ص :۶۷۰۔

اللہ کی قسم! آپ یہ سارے کام کرنے کے بعد میرے ہی گھر آکر اپنی کسی زوجہ کے ساتھ شب باشی فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم مسکرادیے۔(۲)

ایک مرتبہ حضرتِ عائشہ اور حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھیں۔ جب رات کا وقت ہوتا تو آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سفر کرتے اور اُن کے ساتھ باتیں کرتے۔ حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ آج رات کے لیے میرے اونٹ پر سوار کیوں نہیں ہوجاتیں؟ اور میں آپ کے اونٹ پر سوار ہوجاتی ہوں۔ پھر تم بھی دیکھنا اور میں بھی دیکھوں گی ۔تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''کیوں نہیں ضرور'' چناں چہ حضرتِ عائشہ حضرتِ حفصہ کے اونٹ پر اور حضرتِ حفصہ حضرتِ عائشہ کے اونٹ پر سوار ہوگئیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم حضرتِ عائشہ صدیقہ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو اُس پر حضرتِ حفصہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور اُنھی کے ساتھ بیٹھ کر چلے، یہاں تک کہ منزل پر اترے اور حضرتِ عائشہ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو آپ کو غیرت آئی، جب وہ منزل پر پہنچی تو اپنے پاؤں اِذخِر (گھاس) پر رکھ کر کہنے لگیں :

یااللہ! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کردے؛ تاکہ وہ مجھے ڈس لے۔ وہ تو تیرے رسول ہیں، میری جرأت کہاں کہ انھیں کچھ کہہ سکوں (۳)

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ وہ اُس مقام و مرتبہ کا اظہار کریں

۲) مسند امام احمد، ج :۶، ص :۲۲۸۔
۳) بخاری شریف، ج :۲، کتاب النکاح، باب القرعۃ بین النساء، ص :۷۸۴۔

جو اُنھیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھا۔

وہ خود بیان فرماتی ہیں کہ میری باری والے دن کے علاوہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام میرے یہاں تشریف لائے اور آپ آرام کرنا چاہتے تھے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی۔ پھر کچھ دیر بعد میں نے آکر دروازہ کھولا۔ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم نے دروازے پر دستک دینے کی آواز نہیں سنی تھی، جو اتنی دیر بعد تم نے دروازہ کھولا؟

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ’’ہاں‘‘ میں نے آواز سنی تھی؛ لیکن میں یہ چاہ رہی تھی کہ آپ کی دیگر ازواج اس بات کو جان لیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری باری کے دن کے علاوہ بھی تشریف لاتے ہیں۔(۱)

ابھی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث گزری جس میں اس بات کا بیان تھا کہ حبشی مسجد میں آکر نیزوں سے کھیل رہے تھے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سے فرمایا تھا: ’’اے حمیراء! کیا تمھیں یہ سب دیکھنا پسند ہے؟‘‘ یہاں تک حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اتنا دیکھنا تمھیں کافی ہوا؟ تو حضرتِ عائشہ صدیقہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! جلدی نہ کریں!

اسی حدیث میں آپ فرماتی ہیں کہ مجھے اُن لوگوں کی طرف دیکھنا پسند نہیں تھا؛ لیکن میں دیکھ کر عورتوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتی تھی کہ میرے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

۱) سیر اعلام النبلاء: الذھبی جلد: ۲ ص: ۱۷۶۔

سلم کے درمیاں کس قدر بہتر معاملات ہیں۔(۲)

بلکہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ زَہراء رضی اللہ عنہا پر بھی رشک کرتی تھیں۔ آپ خود فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ فاطمہ کا تذکرہ کیا تو میں نے کچھ کہہ دیا، حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تم دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں؟ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو۔(۳)

آپ کی سخاوت

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سخاوت میں بھی کوئی جواب نہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ حضرتِ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! آپ نے اُسے چھوا تک نہیں۔ آپ نے سب درہموں کو تقسیم کروادیا۔ آپ سے آپ کی باندی نے کہا کہ اگر آپ چاہتیں تو اس میں سے ایک درہم کا ہمارے لیے گوشت خرید لیتیں، تو ام المومنین نے کہا کہ تم نے مجھ سے کہا کیوں نہیں؟(۴)

اسی طرح حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں ایک لاکھ کا ہار بھیجا تو سیّدہ نے اُسے تمام اُمہات المومنین رضی اللہ عنھن میں تقسیم کردیا(۵) حضرتِ عروہ رضی اللہ

۲) فتح الباری، ابن حجر، ج: ۲ ص: ۱۷۶۔
۳) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج: ۶، ص: ۱۰۔
۴) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج: ۴، ص: ۱۱۔
۵) سیرُ اعلام النبلاء، الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۸۷۔

عنہ نے بیان کیا کہ ام المومنین نے اپنے مال میں سے ستّر ہزار درہم صدقہ کر دیا، حالاں کہ آپ اُس وقت اپنی قمیص کے ایک کنارے پر پیوند لگا رہی تھیں۔(۱)

حضرتِ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دو بڑے تھیلوں میں بہت سارا مال آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ یہ کل مال ایک لاکھ درہم تھے، تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک تھال منگوایا اور اُن تمام درہموں کو اُس میں رکھوا کر لوگوں میں تقسیم کروا دیا اور آپ نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔(۲)

جب شام ہوئی تو حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باندی سے کہا: میرا ناشتہ لا؟

امِ ذرّہ نے کہا: اے ام المومنین! آپ نے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت کیوں نہیں خرید لیا؟

آپ نے فرمایا: مجھ پر سختی نہ کرو! اگر تم مجھے یاد دلاتی تو میں ایسا ضرور کرتی۔ پھر (اسی طرح) آپ نے اپنا گھر ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا اور ساری قیمت راہِ خدا میں صدقہ کر دی۔(۳)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ام المومنین اپنے زمانے کی سب سے بڑی سخی خاتون تھیں اور سخاوت کے حوالے سے آپ کے بہت سے واقعات ہیں۔(۴)

---

۱) طبقات ابن سعد، ج: ۸، ص: ۶۶۔
۲) طبقات ابن سعد، ج: ۸، ص: ۶۷۔
۳) سیرُ اعلام النبلاء، الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۹۸۔
۴) سیر اعلام النبلاء ج: ۲ ص: ۱۹۸

آپ کا علم

حضرتِ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اگر کوئی مسئلہ پیچیدہ معلوم ہوتا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کرتے تو ہمیں آپ کے پاس اُس کی کوئی نہ کوئی جانکاری ضرور مل جاتی۔(۵)

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہما سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ اُن کے والد کہتے ہیں کہ میں سیّدہ عائشہ کی صحبت میں رہ چکا ہوں۔ میں نے کبھی کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو نازل شدہ آیت کے بارے میں، یوں ہی علمِ فرائض، سنت، شعر، احادیث کی روایت، عرب کی تاریخ، نسب اور کسی فیصلے اور معالجے کے بارے میں حضرتِ عائشہ سے زیادہ جانکار ہو۔(۶)

حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین کے پاس تشریف لائے اور آپ سے کچھ دیر کلام کیا۔ جب آپ کھڑے ہونے لگے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ذکوان کے ہاتھ کا سہارا لیتے ہوئے کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرتِ عائشہ صدیقہ سے زیادہ فصیح وبلیغ کلام کسی سے نہیں سنا۔(۷)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین کا ذکر کر رہے تھے، آپ اُن کے علم اور اُن کی فقاہت سے بڑے متعجب ہوئے، پھر آپ نے کہا کہ نبوّت کی تربیت پر تمھارا گمان تک

---

۵) رواہ الترمذی، ج: ۲، ابواب المناقب، باب فضلِ عائشہ، ص: ۲۲۸۔
۶) سیر اعلام النبلاء ج: ۲ صفحہ: ۱۸۳۔
۷) سیر اعلام النبلاء ج: ۲، ص: ۱۸۳۔

نہیں پہنچ سکتا۔(۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمتِ محمدیہ میں ؛ بلکہ علی الاطلاق تمام عورتوں میں کسی بھی عورت کو حضرتِ عائشہ صدیقہ سے زیادہ علم والی نہیں پایا۔(۲)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر تمام لوگوں کے علم کو جمع کیا جائے پھر ازواجِ مطہرات کے علم کو جمع کیا جائے تو یقیناً حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم تمام لوگوں کے علم پر غالب آجائے گا۔(۳)

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے اصحابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم میں سے بڑے بڑے علم والوں کو دیکھا کہ وہ علمِ فرائض میں ام المومنین کی بارگاہ میں مراجعت کیا کرتے تھے۔(۴)

امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں : سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے بڑی فقیہہ، سب سے زیادہ علم والی اور تمام لوگوں میں سب سے بہتر رائے والی تھیں۔(۵)

واقعۂ اِفک

آقائے کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کئی مرتبہ طنز کرنے کے بعد منافقین نے یہ منصوبہ بندی کی کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو زبردست تکلیف پہنچانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ

۱) المرجع السابق، ج :۲، ص :۱۹۷۔

۲) المرجع السابق، ج :۲، ص :۱۴۰۔

۳) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج :۴، ص :۱۲۔

۴) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج ۴ :، ص ۱۲ :۔

۵ رواہ الحاکم فی المستدرک، ج ۴ :، ص ۱۵ :۔

لوگوں میں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اور جس کی طرف آپ کا قلبی رُجحان زیادہ ہو اُس پر الزام تراشی کی جائے اور آپ کی محبت اور آپ کی عزت و ناموس پر حملہ کیا جائے اور وہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا کی ذاتِ گرامی تھی۔

جس وقت وہ ایک ضروری کام کے سبب ایک غزوہ میں قافلے سے بچھڑ گئیں تو لوگ بہت پریشان ہوئے اور جب وہ قافلے کے پاس آئیں اور قافلہ روانہ ہو چکا تھا تو منافقین آپ کی عزت وحُرمت پر حملہ کرنے لگے اور آپ پر تہمت لگانے لگے اور وہ اس فعلِ شنیع سے سیّدہ عائشہ کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے تھے؛ بلکہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو اِس تہمت سے اَذِیّت پہنچانا چاہتے تھے، یہاں تک کہ کچھ مسلمان اُن سے دھوکہ کھا کر وہی کہنے لگے جو منافقین کہہ رہے تھے اور اس کی تصدیق بھی کرنے لگے۔

اور حادثۂ افک کے نام سے یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور اس واقعے کو جاننے کے لیے ہمیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث پڑھنی چاہیے جس میں انھوں نے اِس قصے کو خود بیان کیا ہے۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حادثے کو بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے اور جس کا نام آتا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اُنھیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقعہ پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوگئی یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چناں چہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کیا جاتا اور اُسی کے ساتھ

اُتارا جاتا۔ اسی طرح ہم چلتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔

واپسی میں ہم قافلے والے مدینے سے قریب تھے اور ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ ڈالا، یہاں سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جیسے کوچ کرنے کا حکم ہوا میں قضائے حاجت کے لیے کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جب میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو یمن کے شہر ظفار کا سنگِ سلیمانی سے بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اسی تلاش میں دیر ہوگئی۔ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی اُس پر رکھ دیا۔ اُنھوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔

اُن دنوں عورتیں بہت ہلکی پھُلکی ہوا کرتی تھیں، اُن کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا؛ کیوں کہ وہ بہت معمولی خوراک کھایا کرتی تھیں۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن کی وجہ سے اُنھیں کوئی فرق معلوم نہ ہوسکا۔ یوں بھی اُس وقت میں ایک نوعمر لڑکی تھی۔

آخر کار اونٹ لے کر وہ لوگ بھی روانہ ہوگئے، جب قافلہ جانے کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا تو میں ان کے ڈیرے پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میری اصل قیام گاہ تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا اُنھیں علم ہوجائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ میں اپنی جگہ

بیٹھی ہی تھی یہاں تک کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سوگئی۔

صفوان بن معطّل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے؛ تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو وہ اٹھالیں۔ اُنھوں نے ایک سوے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا۔ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ جب قریب آکر مجھے دیکھا تو پہچان گئے۔ جب پہچان گئے تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا شروع کیا اور اُن کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپالیا۔

اللہ کی قسم! میں نے اُن سے نہ ایک لفظ نہ کہا نہ سنا، سوائے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اُسے بٹھا کر اُس کی اگلی ٹانگوں کو موڑ دیا؛ تاکہ بغیر کسی مدد کے میں اُس پر سوار ہوسکوں۔ میں اٹھی اور سوار ہوگئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ام المومنین بیان فرماتی ہیں:

پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبَی بن سلول تہمت لگانے میں پیش پیش تھا۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بالآخر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں بیمار ہوگئی تو مسلسل ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ تہمت لگانے والوں کی افواہیں گردش کر رہی تھی، لیکن میں کچھ بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی، البتہ اپنے مرض کے دوران مجھے ایک چیز سے بڑا شبہ ہوتا تھا، وہ یہ کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت وعنایت محسوس نہیں کرتی تھی جس کو میں پہلے دیکھتی تھی جب بھی بیمار ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس

تشریف لاتے ،سلام کرتے اور دریافت فرماتے کہ طبیعت کیسی ہے ؟ پھر واپس تشریف لے جاتے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اس طرزِ عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا؛ لیکن وہ شر جو افواہ کی شکل میں پھیل چُکا تھا اُس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔مناصع ہماری رفعِ حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت ہی جایا کرتے تھے اور یہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بننے سے پہلے کی بات ہے۔قضاے حاجت میں ہماری حالت بھی اُن عربوں کی سی تھی جو بیاباں میں رہا کرتے تھے اور ہمیں اس بات سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔الغرض میں اور ام مِسطَح دونوں رفعِ حاجت کے لیے گئیں۔

اُمّ مسطح ابورُہم بن عبد مناف کی بیٹی ہیں،اُن کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔اُنھی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ ہیں۔

پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں اُلجھ گئیں تو اُن کی زبان سے نکلا؛ بُرا ہو مسطح کا! میں نے اُن سے کہا؛ آپ نے بہت بُری بات کہی! آپ ایک ایسے شخص کو بُرا کہہ رہی ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

اُنھوں نے کہا: اے بھولی بھالی لڑکی! کیا تم نے نہیں سنا جو اُس نے کہا ہے؟ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے پوچھا: اُنھوں نے کیا کہا ہے؟ تب اُنھوں نے تہمت

لگانے والوں کی باتیں بتائیں اُن کی باتیں سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔جب میں اپنے گھر واپس آئی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کرنے کے بعد دریافت فرمایا : طبیعت کیسی ہے؟ میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المومنین نے بیان کیا کہ میں یہ چاہتی تھی کہ گھر جا کر اُن سے دریافت کروں۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی،تو میں نے گھر جا کر اپنی والدہ سے پوچھا:

اے امی جان!لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟

انھوں نے کہا! بیٹی فکر نہ کر اللہ کی قسم!ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اُس سے محبت بھی کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اُس پر تہمت نہ لگائی گئی ہو۔

پھر سیّدہ نے کہا؛سبحان اللہ! تو لوگوں میں اس بات کا چرچا ہے۔سیدہ خود بیان فرماتی ہیں کہ پھر جو میں نے اس رات رونا شروع کیا تو صبح ہوگئی،نہ میرے آنسو تھمے نہ ہی نیند آئی۔جب وحی نازل نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ علی بن ابوطالب اور حضرتِ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اُن سے اپنی اہلیہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔حضرتِ اُسامہ بن زید نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو اُسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی پاکیزگی اور آپ کی اُن سے محبت کے متعلق جانتے تھے،چناں چہ اُنھوں نے کہا:

میں آپ کی بیوی میں خیر وبھلائی کے سوااور کچھ چیز نہیں دیکھتا؛لیکن حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے، ان کے علاوہ بہت عورتیں ہیں۔آپ اُن کی باندی حضرتِ بریرہ رضی اللہ عنہا سے بھی دریافت فرمالیں!وہ حقیقتِ حال سے آگاہ کردیں گی۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ بریرہ کو بلایااور اُن سے پوچھا کہ کیاتم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمھیں عائشہ پر شک ہوا ہو؟

حضرتِ بریرہ نے کہا:اس ذات کی قسم جس نے آپ کوحق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے!میں نے اُن کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بُری ہو۔اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمرلڑکی ہیں۔اپنے گھروالوں کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کرسوجاتی ہیں اور بکری آکر اُسے کھا جاتی ہے۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ اُسی دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کوخطاب کیااور عبداللہ بن سلول سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے مسلمانو! اُس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری اہلیہ تک پہنچ گئی ہیں؟اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوااور کچھ نہ پایااور اِس بہتان میں اُن لوگوں نے ایک ایسے شخص کا نام لیا ہے جس میں خیر کے سوا میں اور کچھ نہیں پاتا۔وہ جب بھی میرے گھر آتا ہے تو میرے ساتھ ہی آتا ہے(تنہا کبھی نہیں آتا۔اُس کا نام صفوان بن معطل ہے)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ حضرتِ سعد بن معاذ انصاری

رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اورعرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا۔اگر وہ شخص قبیلۂ اَوس کا ہوا تو میں اُس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلے کا ہوا تو اُس کے متعلق آپ کا جو بھی حکم ہوگا ہم اُسے بجالائیں گے۔سیدہ فرماتی ہیں کہ اس بات پر قبیلۂ خزرج کے سردار حضرتِ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ بڑے صالح اور مخلصین میں سے تھے؛لیکن آج قبیلے کی حمیّت اُن پر غالب آگئی۔اُنھوں نے حضرتِ سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطَب کرکے کہا:اللہ کی قسم!تم جھوٹے ہو۔تم اُسے قتل نہیں کرسکتے اور نا ہی تمھارے اندر اتنی طاقت ہے۔

اُس کے بعد حضرتِ اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو کہ حضرتِ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے اور ان کو مخاطَب کرکے کہا:اللہ کی قسم!تم نے غلط کہا ہے۔ہم اُسے ضرور قتل کریں گے۔اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو،تم منافقوں کا دفاع کررہے ہو۔اتنے میں اَوس وخزرج دونوں قبیلے آپس میں بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں گے، حالاں کہ اس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم منبر ہی پر تشریف فرما تھے۔آپ لوگوں کو خاموش کرانے لگے،یہاں تک کہ پوری محفل پر سکوت طاری ہوگیااور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔

سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں پورا دن روتی رہی۔میرے آنسوں تھمتے تھے اور نہ ہی میری آنکھ لگتی تھی۔آپ فرماتی ہیں کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس تشریف لائے۔میری دوراتیں اور ایک دن روتے ہوئے گزر چکے تھے۔اس پورے وقفے میں نہ میرے آنسوں رُکتے تھے اور نا ہی مجھے نیند آتی تھی، ایسا لگتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ

پھٹ جائے گا۔

ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جارہی تھی کہ قبیلۂ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اُنھیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ،سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ایک مہینہ گزر گیا تھا اور آپ کو وحی کے ذریعے کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔

آپ فرماتی ہیں کہ بیٹھنے کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا:

اے عائشہ! تمھارے بارے میں مجھ تک اِس اِس طرح کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ اگر تم واقعی اس معاملے میں بے گناہ ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمھاری براءت خود بیان فرمادے گا؛ لیکن اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو اور اُس کے حضور توبہ کرو؛ کیوں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرلیتا ہے پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی بات مکمل کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خُشک ہوگئے کہ ایک قطرہ بھی مجھے اپنی آنکھوں میں محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اس سوال کا جواب دیجیے! میرے والد حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں کچھ نہیں سمجھ پا رہا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دینا چاہیے۔

پھر میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ نبی کریم نے جو کچھ پوچھا ہے آپ میری طرف سے اُس کا جواب دیں!

والدہ نے بھی یہی کہا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔

اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا حالاں کہ میں اُس وقت بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید کی تلاوت بھی میں زیادہ نہیں کرتی تھی: اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی باتیں سنی ہیں اور یہ آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی ہیں اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق بھی کرلی ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس گناہ کا اقرار کرلوں حالاں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔

پس اللہ کی قسم! میری اور لوگوں کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کے قول جیسی ہے، جب اُنھوں نے کہا تھا۔

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (سورۂ یوسف آیت : ۱۸)
پس صبر اچھا ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ (کنز الایمان)

پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں بالکل بری تھی اور وہ خود میری براءت ظاہر فرمادے گا؛ کیوں کہ میں واقعی بری تھی؛ لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ

میرے لیے وحی نازل کردے گا،جس کی تلاوت کی جائے گی؛ کیوں کہ میں اپنے آپ کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں خود کوئی کلام فرمائے۔

مجھے تو صرف اتنی اُمید تھی کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی کا اظہار فرمادے گا،لیکن اللہ کی قسم! ابھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ ہی گھر کا کوئی آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدّت میں طاری ہوتی تھی اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات آپ کے چہرۂ انور سے گرنے لگے، حالاں کہ سردی کا موسم تھا اور یہ حالت اُس وحی کی وجہ سے تھی جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسّم فرما رہے تھے۔سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ اے عائشہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھاری براءت نازل کردی ہے۔

میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ! میں نے کہا! نہیں اللہ کی قسم! میں حضور کے پاس نہیں جاؤں گی؛ اس وقت میں صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٴ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۔ (سورۂ نور، آیت :۱۱)

بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک جماعت ہے، اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو؛ بلکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

پوری دس آیتیں اس سلسلے میں نازل ہوئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں یہ آیتیں میری براءت میں نازل فرمائیں تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ کی قسم! مسطح نے عائشہ کے متعلق اس طرح کی تہمت میں حصّہ لیا ہے تو اب اُس پر میں کبھی بھی خرچ نہیں کروں گا۔

بات یہ ہے کہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرتِ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات اُن سے قرابت داری اور اُن کے تنگ دست ہونے کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ لَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَ السَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا اُولِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۪ۖ وَ لۡیَعۡفُوۡا وَ لۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (سورۂ نور، آیت :۲۲)

ترجمہ: تم میں فضیلت والے اور مالی گنجائش والے یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتے داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو مال نہ دیں گے اور (انھیں) چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری بخشش فرمادے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

چناں چہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کر دے اور حضرتِ مسطح رضی اللہ عنہ کو جو کچھ دیا کرتے تھے اُنھیں پھر سے دینے لگے اور کہا کہ اللہ کی قسم! اب اس خرچ کو میں کبھی بھی بند نہیں کروں گا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اس معاملے میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرتِ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اُن سے پوچھا:

تم عائشہ کے حوالے سے کیا جانتی ہو؟ یا اُن کے بارے میں تمھاری کیا راے ہے؟

اُنھوں نے عرض کی: ارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھوں گی میں اُن کے بارے میں سواے خیر کے اور کچھ نہیں جانتی۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرتِ زینب بنتِ جحش یہی وہ خاتون تھیں جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے تھیں اور میری برابری کیا کرتی تھیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے تقویٰ کی وجہ سے انھیں محفوظ رکھا اور اُن کی بہن حمنہ اُن کے لیے لڑنے لگ جایا کرتی تھیں۔ چناں چہ وہ بھی ہلاک ہوگئی جس طرح تہمت لگانے والے ہلاک ہوئے۔(۱)

یہی وہ واقعۂ افک ہے جس میں کئی اسباق اور نصیحتیں ہیں۔ تہمت لگانے والوں کا ارادہ حضرتِ عائشہ پر تہمت لگانا نہیں تھا؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تہمت لگانا تھا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو دعوت وتبلیغ کے اہم فریضے سے روکنا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق

۱) بخاری شریف، ج: ۲، کتاب التفسیر، ص: ۶۹۸۔

کو ظاہر فرماتا ہے اور باطل کو نیست ونابود کر کے اپنے نور کو پورا فرماتا ہے اگر چہ کفار کو ناگوار ہو۔

اس سلسلے میں قرآنی آیات نازل ہونے کے بعد حضرتِ عائشہ صدیقہ کو اپنا دفاع کرنے اور اپنی براءت ظاہر کرنے کی چنداں حاجت نہ تھی اور جس نے اس کے بعد تہمت لگائی یا پھر ادنیٰ سا بھی شک کیا وہ قرآنِ کریم اور ذاتِ نبی اور ذاتِ خدا میں شک کرنے والا کہلائے گا؛ بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا اور گھاٹے کا سودا کرنے والا کہلائے گا۔

آپ کی فضیلت

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں اگر بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی لکھی جائیں تو آپ کے فضل وکمال کے عُشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچیں گی اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو جب کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ إِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلىٰ سَائِرِ الطَّعَامِ

ترجمہ: مردوں میں بہت کامل ہوئے؛ لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہ ہوئی سواے مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی کے۔ اور عائشہ کی فضیلت دیگر عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔(۲)

۲) بخاری شریف، ج: ۲، کتاب المناقب، باب فضل عائشہ، ص: ۵۳۲۔

ابھی ماقبل میں یہ بات گزری کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ سے کتنی محبت فرماتے تھے اور حضرتِ عائشہ کا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مقام ومرتبہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے محبت فرمائیں اُس کی فضیلت میں کوئی شک نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اُس ذات کی فضیلت میں شک کیا جائے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس خاص محبت سے نوازا ہو۔

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات میں ان کی ازواج کے درمیان منتقل کیا جاتا تھا۔ اُن کی باریوں میں جب آپ کے مرض کی شدت بڑھنے لگی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کل کہاں رہوں گا؟

گھر والوں نے کہا کہ فلاں بیوی کے پاس۔ پھر آپ نے فرمایا: پرسوں کہاں رہوں گا؟ اہلِ خانہ نے کہا کہ فلاں بیوی کے پاس۔ تو آپ کی ازواج نے جان لیا کہ آپ حضرتِ عائشہ ہی کی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔

تو اُنھوں نے کہا: رسول اللہ! ہم نے اپنی باری اپنی بہن عائشہ کو ہبہ کر دی۔ (۱)

نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا: میں تمھارے درمیان سے اختلاف ختم کرنا چاہتا ہوں، اس لیے مجھے اجازت دو کہ میں تم میں سے جس کے پاس چاہوں رہوں۔

حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے جان لیا ہے کہ آپ اپنی کس بیوی کے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ آپ حضرتِ عائشہ کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ ہم نے آپ کو اجازت دے دی

۱) کنزالعمال، ج :۷، ص :۲۷۳/۲۷۴۔

ہے۔ (۲)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سے بخوبی واقف تھے؛ اسی لیے امیر المومنین حضرتِ عمر فاروق اعظم نے تمام اُمہات المومنین کے لیے دس ہزار اور سیدہ عائشہ کے لیے بارہ ہزار وظیفہ مقرر کیا اور یہ فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔ (۳)

عراقی صندوقچی حضرتِ عمر فاروق اعظم کی بارگاہ میں آئی جس میں موتی تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا: آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ سب نے کہا: نہیں، اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ اسے کس طرح لوگوں میں تقسیم کیا جائے؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم نے فرمایا: کیا آپ لوگ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اِسے میں حضرتِ عائشہ کے پاس بھیج دوں؟ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ تمام لوگوں نے کہا؛ ضرور کیوں نہیں۔ چناں چہ امیر المومنین نے اسے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی بارگاہ میں بھجوا دیا۔ (۴)

حضرتِ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے کہا فرمایا: آپ، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ تھیں (۵) اور جس وقت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر ملی تو کہنے لگیں

۲) سیر اعلام النبلاء، ج :۲، الذہبی ص :۱۴۷۔
۳) سیر اعلام النبلاء، ج :۲، الذہبی، ص :۱۸۷۔
۴) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج :۴، ص :۹۔
۵) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج :۶، ص :۸۔

کہ اللہ کی قسم! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھی، سوائے اُن کے والد حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔(۱)

رہی جنگِ جمل کی بات تو اس سلسلے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بصرہ جانے اور جنگِ جمل میں شریک ہونے پر بہت زیادہ شرمندہ تھیں اور انھوں نے گمان بھی نہیں کیا تھا کہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا۔

حضرتِ عمارہ بن عمیر جنھوں نے سیدہ عائشہ سے سنا، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ام المومنین یہ آیت پڑھتیں:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (سورۂ احزاب، آیت: ۳۳)

تو اس قدر روتی تھیں کہ آپ کی اوڑھنی بھیگ جایا کرتی تھی۔(۲)

اگر سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرنے میں نصوص کو نقل کیا جائے تو صفحات کے صفحات کم پڑ جائیں گے۔

آپ کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سیدہ کو وہ خصوصی مقام عطا فرمایا جو دیگر اُمہات المومنین کو حاصل نہ تھا اور یہی وہ خصوصیات ہیں جنھیں صحابہ کرام بخوبی جانتے تھے اور انھیں بیان کرتے تھے۔

حضرتِ عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو سیدہ عائشہ نے اُن دونوں میں سے

۱) سیر اعلام النبلاء: الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۹۹

۲) سیر اعلام النبلاء: الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۷۷۔

ایک سے کہا: اے فلاں!

کیا تم نے حضرتِ حفصہ سے وہ حدیث سنی؟ تو اُس شخص نے کہا:

''ہاں'' اے ام المومنین! تو حضرتِ عبد اللہ بن صفوان نے حضرتِ عائشہ سے کہا: وہ کونسی حدیث ہے اے ام المومنین؟ ام المومنین نے فرمایا:

میری نو خوبیاں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی عورت کو حاصل نہ ہوئیں؛ مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ تمام خوبیاں صرف حضرتِ مریم بنت عمران کو حاصل ہوئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہ بات اپنی کسی سوکن پر فخر کرتے ہوئے نہیں کہہ رہی ہوں۔

حضرتِ عبد اللہ بن صفوان نے عرض کی: اے ام المومنین! وہ کونسی خوبیاں ہیں؟ حضرتِ عائشہ نے فرمایا:

فرشتہ میری تصویر لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا، میری عمر اُس وقت ۶ رسال تھی۔ اور جس وقت مجھے رسول اکرم صلی االلہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اُس وقت میری عمر ۹ سال تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھ باکرہ سے نکاح فرمایا۔ وحی اُس وقت بھی نازل ہوتی تھی جب میں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ایک ہی لحاف میں ہوتے تھے۔ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میرے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں، جن کی وجہ سے قوم ہلاک ہونے والی تھی۔ میرے علاوہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر ازواج میں سے کسی نے بھی حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کو نہ دیکھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روحِ مبارک میرے گھر میں قبض کی گئی میرے اور فرشتوں کے علاوہ کوئی بھی حضور علیہ السلام کے جسمِ اقدس [illegible]

۳) رواہ الحاکم فی المستدرک، متصل، [illegible] ۱۱۔

جسمِ اقدس سے متصل نہ تھا۔(۱)

اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ مجھے ۹ رایسی خوبیوں سے نوازا گیا ہے کہ سوائے حضرتِ مریم بنت عمران کے کسی عورت کو وہ خوبیاں حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضرتِ جبرئیل علیہ السلام حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں میری تصویر لے کر آئے؛ تاکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نکاح فرمائیں۔

(۲) حضور علیہ الصلاۃ والسّلام نے مجھ باکرہ سے نکاح فرمایا، میرے علاوہ آپ نے کسی باکرہ سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۳) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک قبض کی گئی تو آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

(۴) اور آپ کی تدفین میرے ہی گھر میں ہوئی اور فرشتوں نے میرے ہی گھر کا احاطہ کیا تھا۔

(۵) اگر حضور علیہ السلام پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی ہوتی کہ آپ اپنے دیگر اہل کے ساتھ ہوتے تو سب آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جایا کرتے؛ لیکن اگر میری موجودگی میں آپ پر وحی نازل ہوتی تو میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کے لحاف ہی میں رہتی۔

(۶) میں آپ کے پہلے خلیفہ اور سب سے پہلے آپ کی تصدیق کرنے والے حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔

(۷) اور میری پاکدامنی آسمان سے نازل ہوئی۔

۱) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج: ۴، ص: ۱۱۔

(۸) میں طیّبہ طاہرہ پیدا ہوئی اور طیّب وطاہر ہی کے حضور پروان چڑھی۔

(۹) اور مجھ سے بخشش اور بہترین رزق کا وعدہ کیا گیا ہے۔(۲)

یہ دونوں حدیثیں مختلف طُرُق سے روایت کی گئی ہیں۔ اب ہم اُن تمام روایتوں کا خلاصہ ذکر کریں گے، جن میں اُن خصوصیات کا ذکر ہے جو آپ کو عطا کی گئی ہیں۔

(۱) حضرتِ جبرئیل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ کی تصویر لے کر آئے؛ تاکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم آپ سے نکاح کریں۔

(۲) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ۶ سال کی عمر میں نکاح فرمایا اور جس وقت آپ کی رخصتی ہوئی تو آپ کی عمر ۹ سال تھی۔

(۳) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۴) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم پر وحی، تمام اُمہات المومنین میں سے صرف آپ ہی کے گھر نازل ہوتی تھی۔

(۵) وحی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس وقت بھی نازل ہوتی تھی جس وقت آپ حضور علیہ السلام کے ساتھ لحاف میں ہوتی تھیں۔

(۶) آپ اپنے والد حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔

(۷) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں سے آپ کی براءت نازل فرمائی۔

(۸) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی براءت میں قرآن مجید کی کئی آیتیں نازل فرمائیں جو قیامت تک تلاوت کی جائیں گی۔

۲) مسندِ ابی یعلیٰ، ج: ۸، ص: ۹۱۔

جوقیامت تک تلاوت کی جائیں گی۔

(۹) آپ کے علاوہ اُمہات المومنین میں سے کسی نے بھی حضرتِ جبریل علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔

(۱۰) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی روحِ انور آپ ہی کے حجرے میں قبض کی گئی۔

(۱۱) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات کے ایام آپ ہی کے یہاں گزارے۔

(۱۲) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بوقت وصال آپ ہی کے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ قرب واتصال آپ کے اور فرشتوں کے علاوہ کسی کو حاصل نہ ہوا۔

(۱۳) آپ ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ، سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے محبوب شخص حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

(۱۴) حضور علیہ السلام کی قبر شریف آپ ہی کے حجرے میں ہے۔

(۱۵) فرشتوں نے آپ ہی کے گھر کا احاطہ کیا تھا۔ (اور آج بھی کرتے ہیں)

(۱۶) اور آپ (پیدائشی) طاہرہ ہیں اور سب سے زیادہ طاہر (یعنی حضور اکرم صلی االلہ علیہ وسلم ہی) کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔

(۱۷) اور آپ سے مغفرت اور بہترین رزق کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(۱۸) آپ کے لیے دو دن اور دو راتیں مقرر تھیں اور بقیہ ازواج کے لیے ایک دن اور ایک رات؛ کیوں کہ حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری آپ کو ہبہ کر دی تھی۔

(۱۹) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علاوہ کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا جن کے والدین مہاجر ہوں۔

(۲۰) آپ، رسول اکرم صلی االلہ علیہ وسلم کی دنیا میں بھی زوجۂ محترمہ ہیں اور آخرت میں بھی ہیں۔

(۲۱) آپ ،حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتی تھیں۔ حضور صلی االلہ علیہ وسلم نے اس طرح کا معاملہ اپنی کسی بیوی کی ساتھ نہیں کیا۔

(۲۲) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے، اس حال میں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے لیٹی رہتیں اور آپ کے علاوہ حضور علیہ السلام نے اس طرح کا معاملہ اپنی کسی بھی بیوی کے ساتھ نہیں کیا۔

(۲۳) حضور علیہ السلام اپنی ازواج میں سے سوائے آپ کے کسی کو بھی روزہ کے حالت میں بوس وکنار نہیں کرتے۔

(۲۴) جس وقت حضور علیہ السلام کی روحِ مبارک قبض کی گئی اس وقت بارگاہِ اقدس میں فرشتوں اور آپ کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔

(۲۵) حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں، اپنی تمام ازواج سے، صرف آپ کے گھر میں قیام کرنے کی اجازت طلب کی جسے سب نے برضا ورغبت قبول کیا۔

(۲۶) دنیا سے کوچ کرتے وقت حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا آخری کھانا رتوشہ سیدہ کا لعاب تھا، حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مسواک لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اسے چھیلو! تو آپ نے اُسے اپنے منہ سے چھیلا ۔ جب وہ نرم ہو گیا تو آپ نے اُسے

حضور علیہ السلام کو دے دیا۔(۱)

اب ہم یہاں ایک اہم نکتہ ذکر کرتے ہیں جس سے بہت سے لوگ بے خبر ہیں۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ کے یہ تمام فضائل اور خصائص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے محبت کرنے کے سبب سے نہ تھے؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ سے محبت کرنا اس سبب سے تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ کا مقام و مرتبہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دیکھ لیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اُسے چن لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ رسالت کے لیے منتخب فرمایا اور حضرتِ مریم رضی اللہ عنہا کو چن لیا اور حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ کی خلافت کے لیے منتخب فرمایا۔

یوں ہی سیدہ طیّبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو منتخب فرمایا اور اتنی ساری خصوصیات سے متصف فرمایا، ورنہ کیا جبریل علیہ السلام کا سیدہ کی تصویر لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور حضور علیہ السلام سے یہ کہنا کہ سیدہ سے نکاح کیجیے، وحی کا سیدہ کے گھر میں نازل ہونا، قرآن کا سیدہ کی براءت کا اظہار کرنا، تمام اُمہات المومنین میں سے صرف حضرتِ عائشہ کا جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا، آپ ہی کے حجرے میں حضور علیہ السلام کا وصال فرمانا، مرضِ وفات میں آپ ہی کے گھر پر قیام کرنا، آپ ہی کے سینے پر ٹیک لگانا، آپ کے لعاب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک میں ہونا، حضور علیہ السلام کا سیدہ کے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہ کرنا، کیا یہ تمام باتیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اختیار و

۱) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج: ۴، ص: ۱۰۔

تصرّف میں سے تھیں؟ نہیں بالکل نہیں، یہ تمام باتیں حضور علیہ السلام کے اپنے اختیار سے نہ تھیں۔

اسی وجہ سے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ لوگ اپنے تحفے تحائف آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے یومِ عائشہ کا انتظار کرتے ہیں اور حضرتِ عائشہ نے اُسی دِن کو مقرر بھی کر دیا ہے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلمہ! حضرتِ عائشہ کے سلسلے میں مجھے پریشان نہ کرو اس لیے کہ اللہ کی قسم! تم اُمہات المومنین میں سے سوائے عائشہ کے کسی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔(۲)

اس حدیث کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہیں۔

پھر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ام سلمہ کو یہ جواب دینا کہ ''عائشہ کہ معاملے میں مجھے تنگ نہ کرو'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سیدہ عائشہ کی فضیلت تمام اُمہات المومنین پر امرِ الٰہی کے باعث تھی اور یہ مقام و مرتبہ حضور علیہ السلام کا اُن سے محبت فرمانے کے اسباب میں سے ایک ہے۔(۳)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے سیدہ عائشہ سے بغض و کینہ رکھا گویا اُس نے امرِ الٰہی کو ناپسند کیا ایسے شخص پر واجب ہے کہ اپنے انجام پر غور کرے، اپنے عقیدے سے رجوع کرے، اُس کی اصلاح کرے اور موت آنے سے پہلے اپنے آپ کو سمجھائے اور یہ بھی جان لے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی محبت ایمان کی علامتوں میں

۲) بخاری شریف، ج: ۱، کتاب المناقب، باب فضل عائشہ، ص: ۵۳۲۔

۳) سیر اعلام النبلاء: الذہبی، ج: ۲، ص: ۱۴۲/۱۴۳۔

سے ایک ہے؛ اس لیے کہ سیدہ عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ عزیز تھیں اور جو شخص اس سے محبت نہ کرے جس سے اللہ اور اُس کے رسول محبت کرتے ہیں اور اس سے نفرت نہ کرے جسے اللہ ورسول مبغوض رکھتے ہیں تو یقیناً اُس کا ایمان کمزور ہے۔

اس لیے آگے چل کر ہم ایک قصیدہ ذکر کریں گے، جس کی غرض فقط سیدہ کی ذات پر ہونے والے حملے کا دفاع کرنا ہے، نہ کہ اپنے لیے؛ کیوں کہ سیدہ عائشہ کی محبت عقیدے کے لیے جزءِ لاینفک ہے اور آپ کی ذات پر ہونے والے حملوں کا دفع کرنا عقیدۂ صحیحہ کا دفاع کرنا ہے۔ (فی الحال اس قصیدے کو شامل نہیں کیا جا سکا ہے، اگر زندگی رہی تو اگلی اشاعت میں شامل کرلیا جائے گا۔ مترجم)

آپ کی وفات

یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بچپن میں بہت کمزور تھیں۔ شاید اِسی لیے جب آپ مدینہ پہنچیں تو مدینے کے بخار نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ بیمار ہوگئیں۔ جس وقت شہرِ مدینہ کی طرف رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہجرت کی اُس وقت مدینے کا وبائی بخار اپنے عروج پر تھا اور یہ وہی بخار ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لاحق ہوا تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا بہت مشہور ہے جو آپ مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَ صَحِّحْهَا وَ بَارِكْ لَنَا فِىْ صَاعِهَا وَ مُدِّهَا وَ حَوِّلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ۔

اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینے کی ایسی ہی محبت پیدا فرما دے جیسی محبت تو نے

مکّہ کی پیدا کی ہے، یا اس سے بھی زیادہ۔ اور اس (کی آب وہوا) کو صحت بخش بنا دے۔ ہمارے لیے ہمارے صاع اور مُد میں برکت عطا فرما اور اُس کے بخار کو جحفہ کی جانب منتقل کر دے۔(۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ مدینے کے اُس وبائی بخار سے بہت زیادہ متاثر رہی ہیں۔ جس وقت مدینہ پہنچی تھی اس وقت بھی آپ کو بخار آ گیا تھا یہاں تک کہ آپ کے بال بھی جھڑنے لگے تھے؛ لیکن پھر چند دنوں بعد مونڈھوں تک خوب بال آگئے تھے اور جیسا کہ سیدہ نے خود تہمت والے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا(۲)

جب ہم مدینہ پہنچے تو میں بیمار ہوگئی تھی اور مسلسل ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ (۳) آپ کو یہ وبائی بخار کثرت سے آتا تھا۔ اُس کی تائید آپ کے اُس قول سے بھی ہوتی ہے جو تہمت والے واقعے میں گزرا۔ البتہ ایک بات سے مجھے بڑا شبہ ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت وعنایت میں محسوس نہیں کر رہی تھی جسے میں پہلے جب بھی بیمار ہوتی تھی تو دیکھتی تھی۔ (۴)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں جس وقت آپ جنت البقیع سے ایک جنازہ پڑھا کر واپس ہوئے تو آپ سیدہ عائشہ کے پاس تشریف لائے حضرتِ عائشہ

---

۱) بخاری شریف، ج: ۱، باب فضائلِ المدینہ، ص: ۲۵۳۔

۲) بخاری شریف، ج: ۱، کتاب بنیان الکعبۃ، باب تزویج النبی عائشہ، ص: ۵۵۱۔

۳) بخاری شریف، ج: ۲، کتاب التفسیر، ص: ۶۹۸۔

۴) بخاری شریف، ج: ۲، کتاب التفسیر، ص: ۶۹۸۔

رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اُس وقت میرا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور میں درد کے عالم میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر! ہائے میرا سر![۱] (اس سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے)۔

جناب عباس عقاد نے بعض اطباء سے دریافت کیا کہ وہ کونسا بخار ہے جو آتا جاتا رہتا ہے اور جس میں بال گرنے لگتے ہیں اور جسم کمزور ہو جاتا ہے تو اکثر ڈاکٹروں نے یہی کہا کہ یا تو یہ ملیریا ہے یا تو ٹائیفائیڈ اور پہلا والا قول زیادہ راجح ہے اس لیے کہ ہجرت کے ایام میں اہل مدینہ میں یہ بیماری بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

ہم نہیں جانتے کہ اس وبائی بخار کے سبب آپ مرضِ وفات میں مبتلا ہوئیں یا کسی اور وجہ سے۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مرضِ وفات میں حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو سیدہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آ کر اُن کی تعریف کریں اور اُن کے فضائل ذکر کریں؛ اس لیے آپ نے ملنے سے انکار کر دیا۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرتِ ذکوان نے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کی، اس حال میں کہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھیں اور اُس وقت ان کے پاس ان کے بھتیجے عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما موجود تھے۔

تو حضرتِ عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے کہا: کہ یہ ابنِ عباس ہیں! آپ کے سب سے اچھے بیٹے ہیں، یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

[۱] مسند امام احمد، ج۶: ص: ۲۲۸۔

سیدہ عائشہ صدیقہ نے کہا:

مجھے اکیلا چھوڑ دو! کون ابنِ عباس؟ اور کس نے اُن کی سفارش کی؟

آپ کے بھتیجے نے کہا: یہ قرآن مجید کے بہت بڑے قاری ہیں اور فقیہ فی الدین بھی ہیں یہ آپ کو سلام کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو الوداع کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں اجازت دے دیجیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

اگر تم چاہتے ہو تو اجازت دے دو!

حضرتِ عبد اللہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اُنھیں اجازت دے دی تو حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے، سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے اور آپ سے کہا:

اے ام المومنین! خوشخبری ہو! بخدا اللہ نے آپ سے تکلیف اور مصیبت کو دور فرما دیا ہے۔

یا یہ کہا کہ خوشخبری ہو! آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب سے ملاقات کرنے والی ہیں؛ مگر یہ کہ آپ کی روح آپ کے جسمِ انور سے جدا ہونے والی ہے۔

یہ سن کر ام المومنین نے فرمایا: مزید کچھ؟

حضرتِ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:

آپ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں حضور کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں اور حضور کی محبت خالص ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر سے آپ کی براءت نازل فرمائی ہے۔ روئے زمین پر کوئی ایسی مسجد نہ ہوگی جہاں صبح سے لے کر شام تک اُن آیات کی تلاوت نہ کی جائے۔ (جو آپ کی شانِ اقدس میں نازل ہوتی ہیں)

اور جب مقامِ ابواء میں آپ کا ہار گر گیا تھا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دیگر اصحاب بھی اُس کی تلاش وجستجو میں لگے تھے۔

یا یہ فرمایا کہ اُسے ڈھونڈھتے ڈھونڈتے صبح ہوگئی تھی اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمم "فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا"، (سورۂ نساء، آیت : ۴۲) نازل فرمائی۔

آپ کی وجہ سے اس سلسلے میں تمام لوگوں کو عمومی طور پر رخصت ملی۔ اللہ کی قسم! آپ بہت برکت والی ہیں۔ یہ ساری باتیں سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اِبنِ عباس! یہ سب باتیں چھوڑ دو! اللہ کی قسم! میں چاہتی ہوں کہ کوئی بھولی بسری ہو جاؤں۔(۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۷ رہجری رمضان شریف کی سترویں شب میں وتر کی نماز کے بعد ہوئی اور حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو رات کے وقت دفن کیا جائے اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی اور آپ کی کل عمر ۶۳ رسال ۶ مہینہ ہوئی۔(۲)

جب حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر سنی تو آپ نے کہا:

اللہ کی قسم! حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

۱) مسند امام احمد، ج :۱،ص :۳۴۹۔

۲) سیر اعلام النبلاء :الذہبی، ج :۲،ص؛ ۱۹۲ر۱۹۳۔

اپنے والد حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھیں(۳)

حضرتِ عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

سیدہ عائشہ صدیقہ کی وفات پر وہی غمگین ہوا جو آپ کو اپنی ماں سمجھتا تھا۔(۴)

اللہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راضی ہو۔

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی
اُس حریمِ براءت پہ لاکھوں سلام

(کلامِ رضا)

تمت بتوفیق اللہ تعالیٰ

۳) رواہ الحاکم فی المستدرک، ج :۴،ص؛ ۱۵۔

۴) سیر اعلام النبلاء :الذہبی، ج :۲،ص :۱۸۵۔